محمد عبدالرشید نعمانی

# رسولِ خداؐ کی شفقت و رحمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و سلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت کا مقصد جہاں انسانوں کے عقائد کی اصلاح اور ان کی عبادات کی تصحیح تھا ، وہاں ان کے محاسن اخلاق کی تکمیل بھی تھی - چنانچہ خود حضور علیہ الصلوۃ و السلام کا ارشاد ہے کہ :

بعثت لاتمم حسن الاخلاق (موطا)

ترجمہ : میں اخلاق خوبیوں کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں -

اس لیے تعلیمات نبوی میں ایمان کی درستی اور فرائض عبادات کی بجا آوری کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اصلاح اخلاق کی ہے - انسان جب عالم ارواح سے اس عالم رنگ و بو میں قدم رکھتا ہے تو اس خاکدان عالم کی ہر شے سے اس کا کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہوتا ہے - بس اس تعلق کے حقوق کو بقدر تعلق حسن و خوبی کے ساتھ نباہنے کا نام اخلاق ہے - دنیا میں ہر انسان کے اپنے والدین سے ، عزیز و اقارب سے ، اہل و عیال سے ، دوست احباب سے ، اہل محلہ ، خاندان و قوم کے افراد سے تعلقات ہوتے ہیں بلکہ انسانوں کو چھوڑ جانوروں تک سے اس کا کچھ نہ کچھ علاقہ ہوتا ہے - اور یہی علاقہ اور تعلق اس پر کچھ فرائض عائد کرتا ہے - ان فرائض کی نگہداشت اخلاق کی جان ہے - دنیا کی ساری مسرتیں

اسی اخلاق نگہداشت سے قائم ہیں ۔ اس نگہداشت میں جس قدر کوتاہی ہوتی ہے ، اسی قدر دوسرا دل شکستہ ہوتا ہے ، اور پھر اس کا مداوا آسان نہیں ہوتا کہ :

گر صد ہزار لعل و گہر می دہی
دل را شکستہ ای نہ کہ گوہر شکستہ ای

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینی شروع کر دی تھی ۔ **صحیح مسلم** میں مذکور ہے کہ ابھی آپ مکہ ہی میں تھے اور دعوت اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا کہ حضرت **ابوذر غفاری** رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی تعلیمات کا جائزہ لینے کے لیے مکہ معظمہ بھیجا ۔ اور انھوں نے واپسی پر حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے متعلق جو بیان کیا وہ یہ تھا کہ :

رأیتہ یأمر بمکارم الاخلاق

ترجمہ : میں نے تو ان کو یہ دیکھا کہ وہ مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں ۔

نجاشی شاہ حبش کے دربار میں جب اس نے مہاجرین حبشہ کو دریافت احوال کے لیے بلوایا تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر کے حسب ذیل فقرے قابل غور ہیں :

”اے بادشاہ ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے ، بتوں کے پجاری تھے ، مردار کھاتے تھے ، بدکاریاں کرتے تھے ، ہمسایوں کو ستاتے تھے ، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا ۔ زبردست زیردستوں کو کھا جاتے تھے ۔ اس اثنا میں ایک شخص ہم میں پیدا ہوا . . . اس نے ہم کو بتایا کہ ہم بت پرستی چھوڑ دیں ، سچ بولا کریں ، کسی کا خون ناحق نہ بہائیں ، یتیموں کا مال نہ کھائیں ، ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں ،

پاک دامن عورتوں پر بد نامی کا داغ نہ لگائیں ۔ (مسند امام احمدؒ و مستدرک حاکمؒ) ۔

قیصر روم کے دربار میں ابوسفیانؓ نے اس زمانے میں جب کہ وہ اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے سخت عناد رکھتے تھے ، اور ابھی تک توفیق حق نے ان کی دستگیری نہیں کی تھی ، حضور علیہ السلام کے بارے میں اس امر کا صاف صاف اعتراف کیا تھا کہ :

''وہ خدا کی توحید و عبادت کے ساتھ ساتھ لوگوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ وہ پاکدامنی اختیار کریں ، سچ بولیں اور قرابت کا حق ادا کریں'' ۔ (صحیح بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے مکارم اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اس کی تفصیل سے حدیث و سیرت اور فقہ و تصوف کی کتابیں مالا مال ہیں ۔ امام بخاری کی کتاب ''الادب المفرد'' حافظ خرائطی کی ''مکارم الاخلاق'' ، اور حافظ ابوالشیخ اصبہانی کی ''اخلاق النبی'' خاص اسی موضوع پر تصنیف کی گئی ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ یہ تینوں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں ۔ اُردو زبان کا دامن بھی اس موضوع کی تحقیقی کتاب سے خالی نہیں ۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''سیرت النبی'' صلی اللہ علیہ و سلم کی جلد ششم خاص اسی موضوع پر سپرد قلم فرمائی ہے جو ۸۷۲ صفحات کی ضخیم کتاب ہے ۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیرالجزاء ۔

''مخلوق خدا پر شفقت و رحمت'' اخلاق کا ایک عظیم باب ہے ۔ حدیث کی متداول کتابوں میں اس عنوان کے تحت مختلف ابواب قائم کیے گئے ہیں ۔ علامہ ولی الدین خطیب تبریزی نے ''مشکوۃ المصابیح'' میں جو ہمارے

دیار میں علم حدیث کی متداول ترین کتاب ہے ، ایک مستقل باب اسی مضمون کا باندھا ہے جس کے الفاظ ہیں : باب الشفقة و الرحمة علی الخلق - ''شفقت'' کے معنی کسی پر ترس کھانے اور ''رحمت'' کے معنی مہربان ہونے اور بخشنے کے ہیں - رحم کا شمار انسان کے بنیادی اخلاق میں ہے - دنیا میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ کسی معاوضہ کا خیال کیے بغیر جو کوئی نکوئی کرتے ہیں اس کا اصل محرک یہی جذبۂ رحم ہے - جو دل اس جذبے سے خالی ہو وہ دل نہیں سنگ و خشت ہے - اس سے سوائے بے رحمی ، ظلم اور شقاوت کے اور کیا سرزد ہو سکتا ہے قرآن کریم میں حق تعالیٰ کی جس صفت کا سب سے پہلے تعارف کرایا گیا ہے - وہ ''رحمن و رحیم'' ہی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا نمایاں وصف بھی قرآن پاک نے یہی فرمایا ہے کہ بالمؤمنین روف رحیم (یعنی آپ مؤمنین پر بڑے ہی شفیق و رحیم ہیں) صحابہ رض کے اوصاف میں بھی یہی ارشاد ہوتا ہے : رحماء بینھم (یہ آپس میں رحم دل ہیں) - اقربا کے مابین جو حسن سلوک ہوتا ہے اس کو ''صلۂ رحم'' کہا جاتا ہے ، کیونکہ قرابتوں اور رشتے داریوں کا سارا تعلق رحم مادری سے پیدا ہوتا ہے - اور رِحم اور رَحم اور رحمان جو باری تعالیٰ کا نام ہے سب ایک ہی اصل سے مشتق ہیں اسی لیے حدیث میں آتا ہے :

الرحم شجنة من الرحمن (صحیح بخاری) -

ترجمہ : رحم کی جڑ اور پتے رحمٰن سے نکلے ہیں -

مطلب یہ ہے کہ قرابت رحم جس کی رعایت واجب ہے ، وہ رحمن ہی کی رحمت کی ایک شاخ اور اس کا شعبہ ہے -

اولاد کی محبت اسی جذبہ کا کرشمہ ہے - ایک بار ایک بدو نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا :

کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو چومتے ہیں ، ہم تو ایسا نہیں کرتے ! اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے :

او املک لک أن نزع اللہ من قلبک الرحمة (متفق علیہ)

ترجمہ : میں اس کا کیا کر سکتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت ہی کھینچ لی ہے -

ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنے بڑے نواسے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوسہ لیا - پاس ہی اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ، جو وفد بنی تمیم کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر آئے تھے ، وہ کہنے لگے : میرے تو دس بچے ہیں ، میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے یہ سن کر ان کی طرف غور سے دیکھا اور فرمایا :

من لا یرحم لا یرحم (متفق علیہ)

ترجمہ : جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا -

رحم کی یہ خاص قسم یعنی اپنے سے چھوٹوں پر شفقت کرنا اور ان پر ترس کھانا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوة و السلام کا خصوصی شعار ہے - حدیث میں آتا ہے :

لیس منا من لم یرحم صغیرنا و لم یؤقر کبیرنا (جامع ترمذی)

ترجمہ : وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے -

ایک اور حدیث میں فرمایا :

ارحموا الضعیفین المراة و الصبی (کتاب الآثار امام ابوحنیفہؒ

بروایت احمد)

ترجمہ : دو ضعیفوں پر رحم کرو عورت پر اور بچے پر -

مسلمان معاشرے میں باہمی رحم دلی کا برتاؤ کیسا ہونا چاہیے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ایک مثال دے کر سمجھایا کہ :

تری المؤمنین فی تراحمھم و توادھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضواً تداعی لہ سائر الجسد بالسھر و الحمی

(متفق علیہ)

ترجمہ : مؤمنین کو باہمی رحم دلی ، آپس کی دوستی اور ایک دوسرے پر مہربانی اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ اس کے کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم اس عضو کی ہمدردی میں رات کو جاگ کر اور بخار میں مبتلا ہو کر بقیہ اعضاء کو بلاتا رہتا ہے -

مطلب یہ ہے کہ رحم و شفقت کے جذبے نے مسلمانوں کو اس طرح باہم مربوط و متحد کر دیا ہے کہ وہ بمنزلہ ایک جسم و جان کے ہیں - اس لیے جس طرح ایک عضو کے دکھ درد میں جسم کے تمام اعضاء شریک ہو جاتے ہیں اسی طرح ایک مسلمان کے دکھ درد میں سب مسلمانوں کو شریک ہونا چاہیے -

پھر اسلام کی تعلیم رحم دلی کے بارے میں مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا دائرۂ رحمت تمام انسانی برادری کے لیے وسیع ہے - چنانچہ بہت سی حدیثوں میں عامۃ الناس کے ساتھ رحم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے - ایک حدیث میں ارشاد ہے :

لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس (متفق علیہ)

ترجمہ : جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالٰی اس پر رحم نہیں فرماتا ۔
دوسری روایت میں آتا ہے :

الراحمون یرحمھم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (سنن ابی داؤد و جامع ترمذی)

ترجمہ : مخلوق پر رحم و شفقت کرنے والوں پر خدا رحمت فرماتا ہے ۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا ۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

''من فی الارض'' (جو بھی مخلوق زمین میں بستی ہے) کے الفاظ کے عموم پر غور کیجیے ۔ اس میں ''کائنات ارضی'' کی تمام مخلوق آ گئی ۔ کافر ، مسلم ، حیوانات ، نباتات سب ہی اس میں داخل ہو گئے ۔ اس لیے مبارک ہیں وہ لوگ کہ جو رحم کے خوگر ہیں ۔

غرض رحم دلی کی تعلیم انسانوں کے ساتھ ہی مختص نہیں بلکہ اس حکم کا تعلق بےزبان جانوروں سے بھی ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ ''اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو خدا تم پر رحم فرمائے گا''۔ (مسند احمد) ۔ حیوانات ہی نہیں بلکہ نباتات تک کی پرورش اور خدمت کو موجب اجر فرمایا ۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس کو کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کھاتا ہے تو یہ بھی ایک صدقہ یعنی کار ثواب ہے (صحیح بخاری) ۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ :

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (بیہقی)

ترجمہ : ساری مخلوق گویا خدا کا کنبہ ہے ، لہٰذا حق تعالٰی کو اپنی

مخلوق میں وہ شخص ہی سب سے زیادہ پسند ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے ۔

رحمۃ اللعالمین صلوات اللہ علیہ و سلامۃ کی مبارک تعلیم میں رحمت عامہ کا جو جامع درس دیا گیا ہے ، یہ اس کا ایک سرسری سا جائزہ ہے ، ورنہ تفصیل کے لیے تو مجلدات درکار ہیں ۔ اس لیے بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو مخلوق خدا پر شفقت و رحمت کا جذبہ مرحمت ہوا اور ان کے نامۂ اعمال میں یتیموں کی غم خواری ، بے کسوں کی دلداری ، بیماروں کی تیمار داری ، غریبوں کی امداد و اعانت ، مظلوموں کی حمایت ، زیر دستوں کی رعایت ، اقرباء کے حقوق کی حفاظت درج ہوئی ۔ اور بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کا دل اس پاک اور اعلٰی جذبہ سے خالی ہے کہ جو مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک پر آمادہ کرتا ہے ۔ اسی لیے حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ :

لا تنزع الرحمة الا من شقی (مسند احمد و جامع ترمذی)

ترجمہ : رحمت کی توفیق صرف اسی شخص سے سلب کی جاتی ہے جو بدبخت ہو ۔

☆ ☆ ☆